Dr Shahnaz Ara
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D. College

علامہ اقبال کا نظم "جگنو" کا شرح۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؔ نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں قدرت کے بنائے ہوئے اس مجموعے سے پروں والے کیڑے کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب ایک جگنو کسی باغ کے گھر میں اپنی روشنی میں منور ہو کر پرواز کرتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ باغ نہیں ہے بلکہ پھولوں نے ایک محفل سجا رکھی ہے جہاں اس جگنو کی روشنی ایسے ہی ہے جیسے شمع یعنی موم بتی جل رہی ہے۔ یہ جگنو ہی ہے جس کی روشنی کے سبب پھولوں کی انجمن قائم ہوئی۔ اور پھر اگلے شعر میں گویا ہوتے ہیں کہ یہ چھوٹا سا روشن پیدا ایسے لگتا ہے جیسے آسمان پر نظر آنے والے چمکنے ستاروں میں سے کسی ستارے کا ٹکڑا ہے جو ٹوٹ کر زمین پر آگیا ہے اور اسی شعر کے دوسرے مصرعے میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ ستارے کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا نہیں تو پھر چاند سے نکلنے والی کرنوں میں سے کسی ایک کرن میں خدا نے جان ڈال دی ہے اور یہ وہی کرن ہے جو باغ میں محو پرواز ہے پھر تیسرے شعر میں ایک بار پھر خدا کی اس مخلوق کو سمجھنے کے لئے فرماتے ہیں کہ یہ کیڑا ابھی دن کی روشنی کا سفیر تو نہیں جو رات کے اندھیرے میں آکے چمکنے لگا ہے دن چونکہ روشن ہوتا ہے لہٰذہ وہاں کا سفیر بھی روشن ہوگا جو رات کے اندھیرے میں آئے گا تو یقیناً چمکے گا۔ فرماتے ہیں کہ جب تک اپنے دلیس یعنی دن میں تھا تب تک اسکی وقعت نہ تھی لیکن جیسے ہی اس رات میں پہنچا تو اسکی روشنی کی بدولت اسکی اہمیت بڑھ گئی۔ اپنے ناظرین کے سامنے اپنی ناقص رائے رکھتا چلوں کہ بیان اقبال بڑا ہی خوبصورت ہے

سمجھا دیا ہے کہ جہاں سب ایک جیسے ہوں وہاں آپکی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذہ اپنی قدر ان لوگوں سے کروائیں جنکو آپ دستیاب نہیں ہیں۔ انسان جسکو آسانی سے میسر آ جائے۔ اور آپکو حاصل کرنا یا آپ تک پہنچنے کے لئے محنت نہ کرنی پڑے بلکہ آپ خود ہی بڑی آسانی سے کسی کو بھی دستیاب ہو جائیں تو آپکی اہمیت صفر ہو جاتی ہے۔ لہٰذہ وہاں چمکنے کی کوشش کریں جہاں اندھیرا ہو جہاں ظلمت اور جہالت ہو جہاں آپکے علم وفہم و ادراک، شعور اور محبت کی سب زیادہ ضرورت ہو۔ اس دو فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ وہ اندھیرے میں رہنے والے لوگ آپکی ایسے ہی قدر کریں گے جیسے پھول جگنو کی کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ آپکو بھی اندازہ ہوگا کہ یہی وہ جگہ ہے یا یہی وہ درجہ ہے جو میرے لئے بنایا گیا اور مجھے یہیں قیام کرنا ہے۔ اور پھر چوتھے شعر میں گویا ہوتے ہیں ایسا بھی لگتا ہے جیسے چاند نے کوئی روشن لباس پہن رکھا تھا۔ جس کا ایک بٹن ٹوٹ کر زمین پر گر گیا اور رینگنے لگا یا پھر سورج نے کوئی لباس پہنا ہے۔ جس پر ایک ذرہ ایسا ہے جو بے انتہا چمکدار ہے۔ شاید یہ جگنو ہی ذرہ تو نہیں؟ پھر فرماتے ہیں کہ یہ صرف ایک روشن کیڑا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا پروانہ ہے جو انسانی آنکھوں سے دور تھا۔ اللہ نے اپنے حسن کی ایک چھوٹی سی جھلک کو دکھاتی ہ اس قدیم حسن کو ظاہر ہونا سے انکار انسانی آنکھوں کے ہجوم کے سامنے لا کر رکھ دیا تاکہ وہ انسان جس نے اپنے وجود کے ہزاروں سال روشنی دریافت کی اسی انسان کے خالق نے ایک ایسی روشنی انکے سامنے رکھ دی جس میں جان بھی ہے اور وہ حرکت بھی کر سکتی ہے۔ اگلے شعر میں گویا ہوتے ہیں کہ آپنے دیکھا ہوگا یہ جگنو جب

Scanned with CamScanner

الہ شامل کی ۔ کی جان لیا ہی سمجھتا ہے ۔ جیسے یہ ایک ایسا چاند ہے جو روشنی جو دکھتا
سے تاریکی جو خود بھی اس قدر تاریکی میں ڈوب جاتا ہے تو بھی اس تاریکی سے باہر
نکل کر روشن ہو جاتا اور اسی طرح کے آخری شعر میں کیا ہی خوبصورت انداز اپنایا ہے
کہ جگنو بھی ایک کیڑا ہے اور پروانہ بھی لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ پروانہ شمع
یعنی روشنی پر قربان ہو جاتا ہے ۔ اسے روشنی سے اس قدر محبت ہے کہ وہ اس پر اپنی جان
وار دینے میں گزرتا ۔ جبکہ جگنو تو خود سر سے پاؤں تک روشنی ہے ۔ یہاں اقبال
جو بات سمجھانا چاہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ روشنی کی قدر مطلوب ہے ۔ یا تو آپ روشن
یا تو آپ روشنی پھیلانے والوں کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیں یہ روشنی کچھ اور نہیں
بلکہ علم ہے ۔ شعور ہے ۔ اللہ سے شناسائی ہے اللہ کے راز جاننے کا جنون ہے فہم ادراک ہے
اپنے آپ کو پہچاننے کی لگن ہے ۔ آزادی ہے یہی وہ روشنی ہے جس پر آپکو
قربان بھی ہونا پڑے تو ہو جائیے اور اگر آپ روشنی پر قربان ہونے کا فن نہیں
جانتے تو خود کو اس قابل بنا لیں کہ آپ خود سر سے پاؤں تک روشنی بن جائیں

اس بند کے پہلے شعر میں آپ نے جگنو اور پروانے کے
فرق کو ظاہر کرتے ایسا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ نے جو بھی چیز پیدا کی
ہے اس میں ایسی مختلف صفات رکھی ہیں جو دل موہ لیتی ہیں یہی صفات
اس مخصوص شے یا جاندار کو دوسروں میں نمایاں کرتی ہیں ۔ جیسے پروانے میں حرارت
کا عنصر نمایاں ہوتا ہے تو جگنو میں روشنی عیاں ہے ۔ یہاں اقبال یہ بات سمجھانا
چاہ رہے ہیں کہ آپ اپنے اندر دیکھئے کہ آپکو کن صفات کا مالک بنا کر پیدا کیا گیا
ہے ۔ ایسا مت کیجئے کہ سامنے والے کی صفات سے متاثر ہو کر آپ

آپ بھی چاہیں کہ مجھ میں یہ ہنر پیدا نہیں ہے۔ مجھے جس اللہ نے عطا کیے
جبکہ آپ میں اللہ نے دو صفات ہی نہ دی ہوں۔ لیکن پہلے دیکھیے کہ آپ
میں اللہ نے کون سے ہنر رکھے ہیں۔ صرف انا پر توجہ دی اور وہی پرندے لیکن
سے آپکو بنایا گیا ہے۔ ہر دوسرے شعر میں فرماتے ہیں کہ پرندوں کو دیکھا ہے،
کیا وہ ایسے ہی باتیں کرتے ہیں جیسے انسان؟ بالکل نہیں۔ لیکن اسکے باوجود
وہ کس قدر خوبصورت آوازوں سے نوازے گئے ہیں جو شاید انسان اپنے منہ
سے نکال سکے۔ اور اگر کوئی انسان اپنے منہ سے ایسی آواز نکالتا ہے تو فوراً
سے اسی انسان میں وہ ہنر رکھا ہوگا تبھی اس کے منہ سے ایسی آواز نکل سکتی ہے
اور دوسرے مصرعے میں فرماتے ہیں کہ پھول بھی زبان رکھتے ہیں لیکن اس خوبصورتی
والی صفت کی بدولت ایسی خاموشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسکی رنگت اور خوشبو
اللہ کے وجود کے حسن کا برملا اظہار کرتی ہوئی نظر آتی ہیں کہ اللہ کتنا حسین ہے
لیکن انہیں بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور یہ اگلا شعر کیا ہی خوبصورت ہے کہ
آپ نے سورج طلوع اور غروب ہونے کا منظر تو دیکھا ہی ہوگا۔ کیا ہی دلکش
منظر ہوتا ہے جب آسمان پر ہر طرف لال رنگ پھیل جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ کیا
یہ رنگ اور خوبصورتی ممکن تھی اگر سورج کو طلوع یا غروب نہ ہونا ہوتا
یقیناً نہیں۔ اللہ نے آسمان کی اس خوبصورتی کے لیے سورج کا غروب ہونے کی شرط
رکھی ہے یہاں ایک بات جو سمجھ میں آتی ہے کہ اگر انسان کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے
تو اپنے آپ کو اتنا عاجز اور اللہ کے سامنے جھکا ہوا کرے جیسے سورج غروب
ہوتے وقت ڈھلتا جاتا ہے۔ جیسے ہی سورج آسمان سے ڈھلتا ہے تو

Ajanta Oxford
Scanned with CamScanner

سارا آسمان سیاہ ہوا دکھائی دینے لگتا ہے جس کا منظر بیان سے باہر ہے۔ پھر
اسی طرح اگلے شعر میں گویا ہوتے ہیں جب دن چڑھتا ہے تو آسمان اس قدر رنگین
ہو جاتا ہے جیسے کسی دلہن کو سجا دیا گیا ہو۔ یہاں اس سے پہلے شعر میں سورج
غروب ہونے کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شعر میں طلوع ہونے کا۔ جس کا مطلب
ہے کہ ہر اندھیرے کے بعد ایک سویرا بھی آتا ہے۔ آپ جب ہمت سے مشکلات
برداشت کرتے ہیں تو اللہ اس کے بدلے آپ کو وہ کچھ عطا کرتا ہے جو آپ کے وہم و گمان
میں بھی نہیں ہوتا۔ اگلے شعر میں مختلف تخلیقات کا ذکر کرتے ہیں کہ جیسے درختوں
میں طاقت دی کہ وہ سایہ دار بن سکیں اور اپنے نیچے بیٹھنے والے ہر جاندار کو آرام
دے سکیں۔ جیسے ہوا میں اللہ نے اڑنے کی صفت رکھی کہ وہ ہر دم فضا میں
میں رہ کر ہر جاندار کی زندگی میں احساس پیدا کرتی رہے۔ اور دریا جیسی اشیاء کی
قیمتی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمیشہ رواں رہنا سکھا دیا
اور یہی اس کی سب سے بڑی خوبی ہے جبکہ سمندر کی لہروں میں ایک عجیب سا
اضطراب پیدا کر دیا تاکہ انسان بے قراری کی کیفیت کو سمجھ سکے اور سکون
کی قدر کر سکے۔ آخری شعر میں فرماتے ہیں کہ یہ تمام تر حقیقتیں اپنی جگہ موجود ہیں
جبکہ غور کیا جائے تو جو وقت ہمارے لیے اندھیرا اور رات ہے جگنو جیسے
روشن کیڑے کا تو وہی وقت دن کی حیثیت رکھتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ
ضروری نہیں جو آپ کے سوچنے کا زاویہ ہے وہی دوسروں کا ہو کامیابی کے زاویے
کے مختلف ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ آپ اپنے کسی خاص شعبے سے منسلک
ہیں

Scanned with CamScanner

آخری بند میں اقبال فرماتے ہیں کہ دراصل فطرت یہ ہے
کہ اللہ نے جو جو چیز پیدا کی ہے۔ اس میں اتنی ہی جھلک محسوس ہوتی ہے
جیسے انسانوں میں بولنے کی طاقت رکھی گئی تو دوسری طرف جیسے ایک شمع کی
لو لگی ہے تو اس کو لانے کی بھی ایک چمک دار آواز ہوتی ہے۔ اور دوسرے شعر
میں فرماتے ہیں کہ آسمان پر موجود چاند بھی شاعر کے دل جیسا ہے۔ وہ اس طرح کہ
چاند سے نکلنے والی روشنی شاعر دل میں موجود احساس اور درد جیسے شبنم
رکھتی ہے۔ یہ صرف جیسے لگتا ہے کہ شاعر اپنے درد کی داستان اشعار کی
صورت میں بیان کر دیتا ہے۔ جبکہ چاند خاموش ہے۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں
کہ وہ درد میں نہیں ہے۔ اسکی چاندنی بھی شاعر کے دل میں موجود احساس کی
دولت سے ملتی جلتی ہے۔ اور اگلے شعر میں بہت ہی خوبصورت انداز میں
فرماتے ہیں کہ یہ جو ہم انسانوں نے بات کرنے کے لیے مختلف الفاظ کا ذخیرہ بنایا
ہے۔ وہ اگر دیکھا جائے تو نغمہ یا گیت ہے وہ بلبل کی خوشبو ہے اور جو چہکنے کی
آواز ہے وہ پھول کی خوشبو۔ یعنی پھول کی خوشبو اور بلبل کا چہکنا برابر ہے
اور اس اگلے شعر میں بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں بنائی گئی لاتعداد
چیزوں میں اللہ کی خوبصورتی عیاں ہوتی ہے۔ جس سے اسکی وحدت یعنی ایک
ہونے کا راز چھپ گیا ہے ورنہ جو حقیقت جگنو کے چمکنے میں ہے وہ
پھول کی خوشبو میں ہے یعنی جس اللہ نے جگنو کو چمکنے کی قوت دی اسی نے
پھول میں خوشبو بھی اور اسی شعر کی بدولت آخری شعر میں دنیا میں انسانوں
میں پائے جانے والے فرقے وجود پر جھگڑوں کا حل بتا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

کہ جب ہر ایک کو اللہ نے بنایا ہے۔ ہر ایک وجود ہے اللہ کی محبت کا واضح
ہوتی ہے تو پھر ان جھگڑوں کے وجود کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ جس کا مطلب
یہ کہ دنیا میں موجود ہر انسان کے ساتھ محبت کریں کیونکہ ہر انسان اللہ
کی بہترین تخلیق ہے۔ جس پر خود اللہ کو بھی ناز ہے۔

Shahnaj Ara